Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

ملیحہ سعید

ادھورے چاند کا دکھ

مہینے کا وسط تھا اور چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اس کی ٹھنڈی میٹھی پاکیزہ کرنوں سے دودھیا سا اجالا ہر سو پھیلا تھا۔ چھوٹے سے صحن میں چارپائیاں ترتیب سے بچھی تھیں۔ کولر کی ٹھنڈی ہوا اور اس سے اڑتے پانی کے ننھے چھینٹے اس تک بھی پہنچ رہے تھے۔ تین ترتیب سے بچھی چارپائیوں میں اس کی چارپائی درمیان والی تھی۔ جس میں پہلی امی اور تیسری بلاول کی تھی۔ اس نے کروٹ لے کر ماں کو دیکھا۔ وہ شاید گہری نیند میں تھیں۔ ان کا دوپٹا تکیے کے پاس پڑا تھا۔

وہ سیدھی ہوگئی۔ پھر تھوڑا رخ موڑ کر بلاول کی

ناولٹ

طرف دیکھا۔ وہ مدہوش تھا۔ وہ مسکرادی' کیونکہ بلاول کی نیند اکثر و بیشتر بے عزتی کرواتی تھی' کیونکہ اسے صبح فجر کی نماز کے لیے اٹھانے میں امی کو خاصی جدوجہد کرنا پڑتی تھی۔ نماز کے بعد امی واپس آتیں' وہ تب بھی مدہوش پڑا ہوتا تو ایک زبردست جھانپڑ اس کی تواضع کرتا تھا' جو کبھی گال پر پڑتا تو کبھی پیٹھ پر' جو اسے ہڑبڑا کر جاگنے پر مجبور کرتا اور اس وقت تک باجماعت نماز کا وقت تقریباً" گزر چکا ہوتا اور اس کا گھر میں نماز ادا کرنا امی کا پارہ ہائی کرتا تھا اور امی کی بڑبڑاہٹ اس وقت تک جاری رہتی جب تک وہ کالج کے لیے روانہ نہ ہو جاتا۔

اس نے نظریں بلاول سے ہٹا کر دور آسمان پر ٹکا دیں۔ جہاں ہمیشہ کی طرح اس کا غمگسار اس کے بہنے والے آنسوؤں کو پونچھنے کا منتظر تھا۔ اس نے پھر سے بے چینی سے کروٹ بدلی' ایک تکیہ سر کے نیچے اور دوسرا بازوؤں میں دبوچا۔ یہ عادت اسے وراثت میں ملی تھی۔ اس کے ابا بھی ایسے ہی سویا کرتے تھے۔

"ابا!" نم آنکھوں سے اس کے لبوں نے بے آواز پکارا' پھر وہ سیدھی ہوگئی۔ چاند عین اس کے چہرے پر چمک کر کرنوں کی صورت اس پر پیار لٹا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی اگر اس کا کوئی غمگسار ہے تو وہ ہی ہے۔ اس نے دور اس محبوب کو دیکھا۔ تم تو ہر جگہ ہوتے ہو نا؟ اب بتاؤ کوئی تمہیں دیکھ کر مجھے بھی یاد کرتا ہے' اس نے ہمیشہ والا سوال دہرایا اور اس کے سوال پر ہمیشہ کی طرح

اس کی چاندنی مدھم ہوئی تھی۔

نہیں کرتا نا؟ چاند کے چہرے کی مایوسی اس نے

www.urdupalace.com

پڑھ لی تھی۔ کیا تم بھی ان سے نہیں کہتے کہ کوئی انہیں یاد کرتا ہے۔ وہی مخصوص سوال جو وہ ہمیشہ سے کرتی تھی۔ تم تو مجھ سے محبت کرتے ہو؟ جن سے محبت کی جاتی ہے ان کا کہا ٹالا تو نہیں جاتا۔ کیسی محبت ہے تمہاری کہ تم میری اتنے برسوں کی التجا ان تک نہیں پہنچا رہے۔ اس نے شکوہ کیا۔ تم میری بات نہیں مانتے" اب میں تم سے بات نہیں کروں گی۔ پانیوں سے لبالب بھری نگاہیں چاند پر ڈالتے کروٹ بدل کر گویا اپنا غصہ باور کرایا۔

فاطمہ الیاس جو بظاہر سونے کی اداکاری کر رہی تھیں۔ انہوں نے شدت سے اس کا یوں بے چینی سے کروٹ بدلنا نوٹ کیا اور اس کی طرف سے کروٹ لے لی۔ ایک ماں بھلا کیسے سوتی جب اس کی اولادیں بے چین تھی اور جس سے نیند کوسوں دور تھی۔

اور دور پردیس میں ایک اور انسان بھی ایسے ہی بے چین تھا۔ نیند ان آنکھوں سے بھی روٹھی ہوئی تھی۔ سکون وہاں بھی ناپید تھا۔ کیونکہ وہ جسم تھا جس کا دل زخمی تھا اور جب جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو پورا وجود درد کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور یہاں تو درد بھی جان لیوا تھا۔ کیونکہ اس وجود کا تو دل ہی زخموں سے چور تھا۔

سانسوں کے سلسلے کو نہ دو زندگی کا نام
جینے کے باوجود بھی کچھ لوگ مر گئے

☆ ☆ ☆

صبح ہمیشہ جیسی روایتی ہی تھی' قریبی گھروں سے بلند ہوتی آوازیں' کھیتوں کا رخ کرتے کسان' ٹوپیاں سروں پر' سیپارے سینوں سے لگائے گھروں سے مسجد کا رخ کرتے بچے' صبح کا وقت عائلہ الیاس کے لیے سب سے پیارا اور دلچسپ ہوتا تھا۔

امی ناشتا بنانے میں مصروف..... بلاول کالج کی تیاریوں میں..... عجیب ہی لڑکا تھا وہ بھی جس کا کوئی کام وقت پر اور ڈھنگ سے نہیں ہوتا تھا۔ وہ خود بوکھلاتا تو خیر..... لیکن اپنے علاوہ امی کے ہاتھ پاؤں پھلانا اس کا مشغلہ تھا۔ کبھی آواز آتی۔ "امی جوتے نہیں مل رہے' کبھی نوٹس اور کبھی برش' خیر..... اب تو وہ لوگ اس کی بوکھلاہٹوں کے عادی ہو چکے تھے' اسے تو سامنے پڑی چیز بھی نظر نہیں آتی تھی۔

عائلہ' بلاول کی ان دہائیوں کو نظر انداز کرتی ہوئی اپنے گھر کی درمیانی چھوٹی دیوار پر کہنیاں ٹکائے پڑوس میں' ماموں کے گھر میں جھانک رہی تھی۔ جہاں ارحم اور عالیان نہ صرف اٹھ چکے تھے بلکہ ناشتے میں مصروف تھے' جبکہ بدر یامین ہنوز نیند میں دھت تھا۔ وہ بھی بلاول کی طرح ہی نیند کا شیدائی تھا لیکن بلاول کی نسبت اس کی یہ عادت بہت اچھی تھی کہ وہ فجر کے وقت خود اٹھتا تھا اور باجماعت نماز کے بعد پھر سو جاتا تھا اور اس وقت بھی وہ یقیناً" نماز ادا کر کے سویا تھا' ورنہ مامی اب تک اسے جگا چکی ہوتیں۔

اس نے رشک بھری نگاہوں سے بدر کی طرف دیکھا' کس قدر پر سکون تھا وہ' حالانکہ وہ بھی بلاول کے ساتھ ہی کالج جاتا تھا لیکن اسے کسی چیز کی جلدی نہیں ہوتی تھی۔ وہ ہڑبونگ نہیں مچاتا تھا' کیونکہ اسے ہر چیز سلیقے سے رکھنے کی عادت تھی۔ گھڑی کی سوئیوں کی مانند وقت کا پابند' پونے آٹھ بجے تک اٹھتا' پورے آٹھ پر وہ تیار ہو کر مامی کے پاس آتا' دس منٹ ناشتے کے اور سوا آٹھ بجے بلاول کو پکارتا۔

"میں بائیک نکال رہا ہوں' گیٹ پر آجاؤ۔"

اب بلاول کہاں چھپا ہے۔ اس نے سنا یا نہیں' اس کی جانے بلا۔ اگر وہ عین وقت پر وہاں نہیں پہنچا تو بس پھر سمجھو بے چارے کی شامت آجاتی' بدر جو کرتا سو کرتا لیکن جو امی اسے بے نقط سناتیں کہ بے چارہ شرمندہ ہوتا۔ بدر سے چڑتا رہتا' کیونکہ وہی اس کا دشمن تھا' کیونکہ امی اس کی مثالیں دے کر شرم دلاتی تھیں۔

"بدر بھی تمہارا ہی ہم عمر ہے مگر مجال ہے جو کبھی ماں کو ستایا ہو' اتنا سعادت مند کہ بس..... نماز کے لیے

www.urdupalace.com

کے کمرے میں آئی تو وہ کپڑے استری کر رہا تھا۔
"ارے آپ کیوں پریس کر رہے ہیں کپڑے؟" وہ اس کے قریب آئی تو اسماعیل مسکرا دیا۔
"اٹس اوکے گڑیا۔"
"آپ ہٹیں، میں کر دیتی ہوں۔" اس نے پیالا میز پر رکھا۔
"اٹس اوکے بیٹا، میں کرلوں گا۔"
"میرے ہوتے ہوئے آپ کیوں کریں گے۔" اس نے بہت مان سے کہا تو اسماعیل نے قمیص چھوڑ دی۔ یہ اشارہ تھا کہ وہ کر دے۔
"امی نے ساگ بھیجا ہے آپ کے لیے۔" اس نے اسماعیل کو بتایا۔
"میں تو وہیں آ رہا تھا، پھوپھو نے یہاں بھیج دیا۔"
"کوئی بات نہیں، آپ وہیں چلے جائیں، یہ میں فریج میں رکھ دیتی ہوں۔" اس نے بہت پیار سے اسماعیل کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے کہا تو اسماعیل نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا۔

سولہ برس کی عمر، اتنی سنجیدہ اور سوبر تو نہیں ہوتی۔ یہ احساس ذمہ داری کہاں سے لی اس معصوم سی بچی نے، وہ گندمی رنگت کی پرکشش نقوش معصوم سی بچی تھی۔ اسماعیل کے یوں دیکھنے پر عائلہ متوجہ ہوئی تو وہ گہری سانس لیتے اس کے پاس آئے۔ نرمی سے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بدر کو بہت پسند ہے ساگ، تم فریج میں رکھ دو پھر ہم لوگ چلتے ہیں۔" عائلہ نے ان کے پلٹتے وجود کو دیکھا، ان کا صرف لہجہ ہی الیاس کے لہجے جیسا نہیں تھا بلکہ جب وہ یوں شفقت سے پیش آتے تو اسے الیاس ہی لگتے تھے۔ وہ جا چکے تھے، جبکہ عائلہ وہیں ساکت کھڑی تھی۔

☼ ☼ ☼

بدر یامین اس کے ماموں کی دوسری اولاد اور نہ سمجھ میں آنے والی اولاد تھی۔ شاید ماموں، مامی نے اس کا نام اس کی صورت دیکھ کر رکھا تھا، کیونکہ بلاشبہ وہ بہت وجیہہ اور ہینڈسم نوجوان تھا۔ ماموں کے چار بیٹے تھے۔ ان کی کوئی بیٹی نہیں تھی اور وہ لوگ اپنی بیٹی کی محبت عائلہ پر لٹاتے تھے۔ اس کا نام بھی ماموں نے ہی رکھا تھا، وہ سب کی چہیتی اور لاڈلی تھی۔ ماموں، مامی، اسماعیل بھائی، سب اس سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے تو ارحم اور عالیان اسے آپی۔۔۔ آپی پکارتے نہیں تھکتے تھے۔ ان کے گھرانے سے صرف بدر یامین تھا جس کی کچھ بنتی نہیں تھی عائلہ الیاس کے ساتھ، اس کی وجہ شاید یہ بھی رہی ہو کہ وہ تقریباً ہم عمر تھے۔

عائلہ، بلاول سے گیارہ ماہ چھوٹی تھی، جبکہ بدر، بلاول سے دس ماہ بڑا تھا۔ وہ دونوں قریبی قصبے میں ایف ایس سی پارٹ ٹو کے اسٹوڈنٹ تھے۔ عائلہ میٹرک کے بعد پڑھائی چھوڑ چکی تھی اور کسی نے اس کے آگے پڑھنے پر زور بھی نہیں دیا تھا، جبکہ اس کی خواہش تھی اسے بھی پڑھائی کے لیے فورس کیا جائے لیکن اس کے ماں باپ نے اس پر کبھی کسی کام یا بات کے لیے دباؤ نہیں ڈالا تھا۔ اس کا جو دل چاہتا وہ وہی کرتی اور اس کی زندگی کا یہی دکھ تھا۔ اسے روک ٹوک چاہیے تھی، اس کا باپ برسوں سے اس سے دور تھا، تو ماں بھی جانے کیوں نظریں چرائے رہتی۔

بلاشبہ وہ سب کی لاڈلی تھی۔ ماموں، مامی، فائز بھائی، اسماعیل سب لوگ اس سے بہت محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے، لیکن اسے ان سب کی نہیں اپنے والدین کی محبت چاہیے تھی۔ اس کا باپ روایتی باپوں کی طرح اسے سینے سے لگا کر پیار کرے اور ماں عام ماؤں کی طرح اسے نہ پڑھنے پر ٹوکے۔ بلاول کی طرح ہی ڈانٹے، اسے اسپیشل بچوں کی طرح کا برتاؤ نہ کیا جائے اور یہ حسرتیں اس کے ساتھ ہی پل کر جوان ہوئی تھیں اور پھر ہر گزرتے دن کے ساتھ جیسے امر بیل کی طرح اس کے وجود سے لپٹتی اسے کھوکھلا کیے جارہی تھیں۔

سات برس کی عمر سے وہ تنہا تھی، محبت بھرے رشتوں کے درمیان، والدین کی محبت کو ترستی لیکن اس نے اپنے دکھ اور تنہائیاں کبھی کسی پر عیاں نہیں کی

www.urdupalace.com

تھیں۔ وہ جب بھی روئی اپنے رب کے سامنے روئی تھی۔ دور آسمانوں پر چاند تھا' جو اس کی محرومیوں اور رتجگوں کا گواہ تھا۔ کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ بدر اور بلاول کے ساتھ ہر وقت لڑتی جھگڑتی لڑکی کے اندر کتنی محرومیوں کا ڈیرا ہے۔

"ارحم' یہ پکڑو شرٹ پریس کر کے لاؤ۔" بدر نے کرکٹ میچ دیکھتے ارحم کو شرٹ تھمائی۔

وہ بے دلی سے اٹھا' کیونکہ انکار تو کر نہیں سکتا تھا' وہ خوب جما جما کر شرٹ پریس کر کے دیکھ رہا تھا مگر سلوٹیں تھیں کہ نکل کے نہیں دے رہی تھیں اور وہ یہ بھی جانتا تھا اگر سلوٹیں رہ گئیں تو بدر یامین نے شرٹ اس کے منہ پر دے مارنی ہے۔ وہ خود اب میچ دیکھ رہا تھا' وہ روہانسا ہو گیا۔

پھر ایک نظر اندر جھانکا اور دبے پاؤں چلتا پھوپھو کے گھر آ گیا۔

"آپ سے فیور چاہیے' پلیز تھوڑی دیر کے لیے ہمارے ہاں آ جائیں۔" وہ اس کا جواب سنے بنا واپس پلٹ گیا تھا۔ اسے آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی تھی۔ جب وہ آئی تو بدر' ارحم کو ڈانٹ رہا تھا۔

"اتنے بڑے ہو گئے ہو مگر ایک شرٹ نہیں پریس کر سکتے ڈھنگ سے۔" وہ دانت پیستے ہوئے سر جھکائے کھڑے ارحم پر برس رہا تھا۔ "کتنا اچھا ہوتا اگر تمہاری جگہ ہماری کوئی بہن ہوتی۔ اب اپنی شکل میرے سامنے سے لے کر چلے جاؤ' شام تک میرے سامنے مت آنا اور خبردار اگر ٹی وی کے پاس بھی پھٹکے تو۔" ارحم کی خاموشی اسے مزید غصہ دلا رہی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے؟" عائلہ کو بولنا پڑا۔ بدر نے خفگی سے اسے دیکھا' جبکہ ارحم نے پرسکون سانس خارج کی۔

"تم کبھی پیار سے بھی بات کرتے ہو۔" سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"تم سے مطلب؟ جاؤ یہاں سے۔" اس نے خفگی سے کہا۔ ارحم نے ملتجی نظر عائلہ پر ڈالی۔

"لاؤ میں کر دیتی ہوں۔" اس نے برآمدے میں آئرن اسٹینڈ کے پاس کھڑے بدر سے کہا۔

"رہنے دو۔" وہ جھلایا۔

"یہ ایسے پریس نہیں ہو گی' کاٹن کی ہے' پہلے اس پر تھوڑا پانی چھڑکو۔" بدر نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ میں سچ کہہ رہی ہو' یہ ایسے پریس نہیں ہو گی۔" اسے لگا بدر نے اس کی بات پر یقین نہیں کیا' اسی لیے بات دہرائی تو بدر سر ہلاتا شرٹ چھوڑ کر پیچھے بیٹھ گیا۔ یہ اشارہ تھا کہ وہ کر دے اور اب یہ اس کی قسمت کہ بدر کو پریس شدہ شرٹ بھا گئی اور اس کے بعد اسے جب بھی کپڑے استری کرانے ہوتے اس کے پاس جا پہنچتا۔

"عائلہ پلیز' یہ ذرا پریس کر دو۔" اس کے انداز میں اس قدر لاپروائی اور بے نیازی ہوتی گویا وہ اس پر کوئی احسان عظیم کر رہا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی بلاول بھی وقت بے وقت اس کے سر ہو جاتا۔ ایک ڈیڑھ ہفتہ تو اس نے بنا چوں چرا کیے ان کے کپڑے کر دیے۔ پھر وہ بھی تنگ آ گئی۔

"ملازمہ تو نہیں ہوں تم دونوں کی' اپنے کام خود کرو۔" اس نے بے مروتی سے کہا۔ بلاول بے چارہ تو اپنا سا منہ لے کر رہ گیا مگر بدر یامین ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا عائلہ کو چاکلیٹ اور چپس پسند ہیں۔ اگلے روز وہ چاکلیٹ لے کر اس کے پاس آ پہنچا' وہ برآمدے میں چارپائی پر لیٹی میگزین پڑھ رہی تھی جو ہر ہفتے فائز اور اسماعیل اس کے لیے لاتے تھے۔ بدر نے میگزین جھپٹ لیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے' ادھر دو میرا میگزین۔" اس نے خفگی سے کہتے بدر کو گھورا۔

"میرے کپڑے پریس کر دو' صبح پہننے ہیں۔" عائلہ کے غصہ کو نظر انداز کرتے ہوئے نہایت اطمینان سے کہا۔

"میں نہیں کر رہی' ادھر دو میگزین۔" اس نے ہاتھ بڑھایا' تو بدر نے ہاتھ بلند کر کے میگزین اس کی پہنچ سے دور کر دیا۔

www.urdupalace.com

"کردو نا! دیکھو تمہارے ہاتھ سے پریس شدہ کپڑے مجھے پسند ہیں۔" اس نے یوں کہا جیسے وہ اس کے منہ سے یہ تعریفی کلمات سننے کے لیے مری جا رہی ہو۔

"بدریامین! تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ، اگر مجھے غصہ آگیا تو اچھا نہیں ہوگا۔" اس نے دھمکایا۔

"ایک منٹ۔" اس نے جیب سے چاکلیٹ نکالی۔ "تم میرے کپڑے پریس کردو، یہ تمہاری....."

"اگر مکر گئے اپنی بات سے تو.....؟"

"تم جانتی ہو عائلہ، میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوکے لاؤ۔" عائلہ نے جب کپڑے اس سے لیے تو اس نے شرافت سے چاکلیٹ بھی اس کے ہاتھ میں تھمادی۔

اس روز کے بعد تو جیسے انہیں عائلہ سے کام نکلوانے کا گر آگیا تھا۔ جب بھی کام ہوتا، چاکلیٹ یا چپس کا پیکٹ لے کر آجاتے اور وہ بخوشی ان کے کام کردیتی۔ اور وہ لوگ یہ بات نہیں جانتے تھے کہ یہ سب تو بس اک دکھاوا ہے۔ وہ ان لوگوں پر ظاہر کرتی گویا ان کے کام وہ چاکلیٹ یا چپس کے لیے کرتی ہے، اگر وہ یہ بات جان لیتے کہ عائلہ الیاس یہ سب اپنے اندر کی بڑھتی ہوئی اداسیوں سے گھبرا کر مصروفیات میں پناہ ڈھونڈتی ہے تو شاید صورت حال مختلف ہوتی مگر عائلہ الیاس سمجھ میں آنے والی چیز کہاں تھی۔

✲ ✲ ✲

ان دنوں بدریامین اور بلاول امتحان کے بعد فارغ تھے۔ بلاول ان چھٹیوں میں کمپیوٹر شارٹ کورس کرنے جا رہا تھا جبکہ بدر فل انجوائے منٹ کے موڈ میں تھا۔ مامی چاہتی تھیں وہ بھی بلاول کے ساتھ کورس کرلے مگر وہ مان ہی نہیں رہا تھا۔ ان مصروفیات کے دنوں میں اس کے ہاتھ ایک مشغلہ لگا تھا۔ وہ ہر وقت لڑائی جھگڑا کررہا ہوتا اور وہ بھی عائلہ کے ساتھ، کبھی ان کے ہاں تو کبھی جب وہ کسی کام سے ان کے ہاں آتی تب مامی عاجز آچکی تھیں۔

"یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے بدر تم نے، کیوں بیچاری بچی کے پیچھے پڑے رہتے ہو۔"

"ہونہہ! بے چاری بچی۔" وہ دھپ دھپ کرتا نکل جاتا۔

اصل وجہ یہ تھی کہ مامی اسے ہر وقت کورس کے لیے منانے کی کوشش کرتی رہتیں اور ایسا انسان جس پر کبھی روک ٹوک نہ ہوئی ہو اور نہ ہی کسی بات کے لیے سختی کی گئی ہو جب اچانک ہی اس پر کسی بات کا دباؤ ڈالا جائے تو وہ چڑچڑا تو ضرور ہوتا ہے اور وہ ہو رہا تھا۔ چڑچڑاہٹ غصے میں بدلتی تو پھر وہ عائلہ سے جھگڑتا تھا۔

اس وقت وہ برآمدے میں کرسی پر نیم دراز تھا۔ ٹانگیں چارپائی پر ـــــ پھیلا رکھی تھیں۔ کانوں میں ہینڈ فری سیٹ تھے۔ ارحم اور عالیان اس کے پاس بیٹھے ہوم ورک کررہے تھے جب عائلہ ان کے پاس آبیٹھی بدر نے ایک نظر اسے دیکھا اور ٹانگیں نیچے کرلیں۔

"تم اتنے ضدی کیوں ہو بدر! مان کیوں نہیں جاتے۔ کورس کے لیے۔" تینوں بھائیوں نے اس کی طرف دیکھا مگر بولا صرف بدر ہی تھا۔

"میری مرضی میں کروں یا نا کروں۔" وہ اکتایا ہوا تھا۔ پچھلے دو ہفتوں سے ایک ہی بات کی رٹ سن سن کر بیزار ہو چکا تھا۔

"تم خوش قسمت ہو بدر، تمہیں سب لوگ فورس تو کررہے ہیں کچھ کرنے پر، مجھے دیکھو، کوئی بھی کچھ نہیں کہتا جو دل چاہے کروں۔"

"اوہ! خوش قسمتی۔" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "تم کسے کہتی ہو خوش قسمتی؟"

"پیار کو۔" عائلہ کے بے ساختہ پن پر وہ چونکا۔

"پیار؟"

"ہاں، پیار۔ وہ پیار جو سب لوگ تم سے کرتے ہیں۔" اس نے اپنی بات پر زور دیا تو بدر نے سر جھٹکا۔

"تم یقین کیوں نہیں کرتے۔ سب لوگ تمہارے بھلے کے لیے ہی کہتے ہیں۔" اس دفعہ لہجے میں خفگی

www.urdupalace.com

تھی۔ ارحم اور عالیان اپنا کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ تھے۔

"مجھے اس میں بالکل شک نہیں کہ سب لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ کسی انسان کو ایسے کام کے لیے پریشرائز کریں جس میں اس کا رتی برابر انٹرسٹ نہیں۔" اس بار وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"کیا تم شخصی آزادی نامی کسی چیز سے واقف ہو عائلہ الیاس؟"

"رہنے دو بیٹا! مرضی کا مالک ہے یہ کرے گا تو وہی جو اس کا دل چاہے گا۔ خوامخواہ پتھر سے سر پھوڑنے کا فائدہ۔" مامی سبزی کی ٹوکری لے کر ان کے پاس آگئیں اور ان کے طنز پر وہ اٹھ کھڑا ہوا' انداز میں جھنجلاہٹ نمایاں تھی۔

"فار گاڈ سیک امی!" وہ خفگی سے کہتے وہاں سے چلا گیا' جبکہ مامی ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

"پھپھو! پلیز چائے دے دیں۔ آج میری امی مجھے کھانے کے لیے کچھ دینے پر راضی نہیں ہیں۔" بدر درمیانی دیوار پر بیٹھا فاطمہ سے کہہ رہا تھا جبکہ عائلہ اس کی طرف سے پیٹھ موڑے پراٹھے کے چھوٹے چھوٹے لقمے لے رہی تھی۔ پچھلے تین روز سے وہ نہ تو ان کے ہاں گئی تھی اور نہ ہی اس سے بات کر رہی تھی۔

"تو تم نے ایسی حرکت کی ہی کیوں' جس کی وجہ سے کھانا پانی بند ہو گیا؟" فاطمہ نے سنجیدگی سے کہا تو وہ اچھل کر نیچے پھپھو کے پاس آگیا۔ عائلہ اٹھ گئی۔

"آپ بھی خفا ہیں؟" اس نے پھپھو سے پوچھا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی بدر!"

"اف!!" اس نے بال نوچ ڈالے۔ "مجھے لگتا ہے سب لوگوں نے صرف ضد باندھ لی ہے کہ مجھے مجبور کر کے چھوڑیں گے۔ کیا یہ ناانصافی نہیں ہے پھوپھو' میں نے کبھی کسی کی بات نہیں ٹالی' اب اگر نہیں مان رہا تو کیوں کوئی مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا سوائے فائز بھائی کے۔ اوکے' میں اپنی بات سے پیچھے ہٹ رہا ہوں۔ کل سے جا رہا ہوں میں بلاول کے ساتھ۔ پلیز اب تو مان جائیں۔ ادھر صبح سے امی کی منتیں کر رہا ہوں۔" وہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"میرا بچہ' یہ ہوئی نا اچھے بچوں والی بات۔" پھوپھو نے نہال ہو کر اس کی پیشانی چوم لی۔

"چلو ناشتا کرو۔"

"میں ناشتا کر چکا ہوں۔" وہ اٹھا۔

"ابھی تو کہہ رہے تھے امی نے کھانے کو کچھ نہیں دیا۔" انہوں نے اس کی غلط بیانی پر گھورا تو وہ مسکرا دیا۔

پھر ہینڈ پمپ کے پاس ہاتھ دھوتی عائلہ کو دیکھا اور قدم اس طرف بڑھا دیے۔ پھوپھو نے بے ساختہ اس کے بڑھتے قدموں کو دیکھا۔ زیادہ فاصلہ نہ ہونے کے باعث وہ بہ آسانی ان کی آواز سن سکتی تھیں۔

"تم ناراض ہو؟" نیم کے پیڑ سے پتا توڑتے پوچھا۔

"مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم سے ناراض ہوتی پھروں۔" اب وہ رگڑ رگڑ کر پاؤں دھو رہی تھی۔

"کیا کھال ادھیڑو گی؟" پاؤں کی گندمی رنگت سرخ ہوتے دیکھ کر خفگی سے کہا لیکن وہ اس کی بات پر توجہ دیے بنا پاؤں دھوتی رہی۔ "میں دیواروں سے بات نہیں کر رہا ہوں۔" اس کی مصروفیت کو نظر انداز کرتے وہ بولا۔

"میں کل جا رہا ہوں' فارم منگوا لیا ہے۔" اس کے جواب نہ دینے پر اس نے خود ہی بتا دیا مگر عائلہ نے تو نہ بولنے کی قسم کھا رکھی تھی اور اس کی خاموشی پر بدر کا دل چاہا ایک تھپڑ اس کے گال پر جڑ دے۔ بمشکل خود کو کنٹرول کیا۔ عائلہ نے سر اٹھا کر اس کا ضبط سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔

"تم مجھے کیوں بتا رہے ہو؟ تمہاری زندگی ہے جو چاہے کرو' میں کون ہوتی ہوں تمہارے معاملات میں دخل دینے والی۔"

"چلو۔۔۔ اچھا ہوا تم خود ہی سمجھ گئیں۔ اب اپنی

www.urdupalace.com

شکل لے کر میرے سامنے مت آنا۔" خفگی سے کہتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا اور وہ اونہہ کر کے رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

بلاول ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا جبکہ بدر سنجیدگی سے اسے ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"یار! سچ میں مزہ آگیا۔ میں جو چاہ رہا تھا' وہ ہو گیا۔" بلاول ہنسی روک کر بمشکل بولا۔ "تم نے مجھے بہت ستایا ہے' امی ہمیشہ تمہاری مثالیں دے کر مجھے شرم دلاتی تھیں۔ میری بہت خواہش تھی تمہیں بھی ڈانٹ پڑے' مجھے معلوم تھا تمہیں ایسے شارٹ کورس میں ذرا دلچسپی نہیں اس لیے میں نے پلان بنایا اور دیکھو کامیاب رہا۔ خوب' بہت خوب بدر یا مین!" بلاول کا چہرہ اس قدر ہنسنے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

بدر خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "مبارک ہو تم کامیاب رہے۔ مجھے سب سے ڈانٹ پڑ گئی۔" وہ سنجیدگی سے کہہ کر پلٹا تو بلاول نے اس کا ہاتھ تھام کر روکا۔

"تم ناراض ہو گئے ہو؟"

"نہیں' بلکہ شکر گزار ہوں کہ تمہاری وجہ سے میرا ٹائم ویسٹ نہیں ہو گا۔" وہ ہاتھ چھڑا کے پلٹ گیا۔

"کچھ زیادہ ہو گیا۔" بلاول نے سر ہاتھ پھیرا۔

"تمہارے ابا کی بہت خواہش تھی کہ ان کی بیٹی اعلا تعلیم حاصل کرے۔" فاطمہ نے اس کے بالوں میں مساج کرتے جانے کس دھن میں کہا۔ عائلہ نے بے ساختہ ماں کا چہرہ دیکھا جو نہ جانے کیا سوچ رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر دکھ کے سائے لہرا رہے تھے۔ عائلہ نے بے ساختہ ان کا تیل سے چپڑا ہاتھ چوم لیا' تو وہ یوں چونکیں جیسے نیند سے جاگی ہوں۔

"تو کبھی کہا کیوں نہیں۔" انہوں نے اس کے لبوں پر مسکراہٹ دیکھی اور حیرت سے اس کے جگمگاتے چہرے کو دیکھا۔ "کیا نہیں کہا؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔ گویا انہیں اپنے الفاظ یاد نہیں تھے۔

"ابا چاہتے ہیں نا میں بہت سارا پڑھوں تو کبھی کہا کیوں نہیں؟"

فاطمہ نے اس کے چہرے سے نظر ہٹالی۔ "جاؤ نہالو۔" وہ اٹھ گئیں۔

عائلہ بہت خوش تھی۔ اسے اپنے ابا سے بہت محبت تھی اور آج ان کی ایک خواہش معلوم ہوئی تھی اور وہ ان کی خوشی کے لیے تو جان بھی دے سکتی تھی۔ یہ تو پھر پڑھائی تھی۔

ویک اینڈ پر فائز بھائی آئے تو ان سے کہہ دیا کہ اسے پڑھنا ہے تو بھلا انہیں کیا اعتراض ہونا تھا۔ اس نے پرائیویٹ انٹر کی تیاری کی۔ ایگزامز کے دوران وہ واپسی پر سب کو بتاتی کہ اس کے پیپرز بہت اچھے ہو رہے ہیں۔

وہ آخری پرچہ دے کر آئی تھی اور مزے سے لمبی نیند کا ارادہ کر کے لیٹی تھی لیکن اسے لیٹے ابھی دو چار منٹ ہوئے تھے' جب امی کی آواز آئی' وہ فون پر بات کر رہی تھیں۔ اس کا چہرہ جگمگا اٹھا۔ تیزی سے چپل پاؤں میں ڈالتی ہوئی باہر آئی۔

"ابا؟ مجھے بھی بات کرنی ہے۔" وہ ہاتھ بڑھائے فون مانگ رہی تھی۔ وہ انہیں ایگزامز کے متعلق بتانا چاہتی تھی کہ کتنے اچھے ہوئے۔ اس کے چہرے پر خوشی جھلملا رہی تھی جبکہ فاطمہ اس کے چہرے کو تکے جا رہی تھیں۔ ایک بے خودی سی تھی جو انہیں عائلہ کو دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ اس نے خود ہی ماں کے ہاتھ سے فون لے لیا۔

"ہیلو ابا!" خوشی سے نہال، کپکپاتے لب لرز کر مایوسی سے سکڑ گئے۔ کیونکہ دوسری طرف گہرا سکوت تھا۔ یعنی فون کٹ گیا تھا یا پھر کاٹ دیا گیا تھا۔ حقیقت جو بھی تھی لیکن وہ عائلہ الیاس کو بے توقیر کر گئی تھی۔ وہ بے جان ٹانگوں سے نیچے بیٹھی۔ چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ فاطمہ نے اس کا بے رنگ ہوتا چہرہ اپنے ہاتھوں میں سمیٹ کر اس کی پیشانی چومی۔

"شاید لائن کٹ گئی۔ وہ پھر بات کریں گے نا تم سے' پتا ہے۔ انہوں نے تمہارے لیے بہت ساری چیزیں

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

بھیجی ہیں۔ ابھی ایک دو روز میں مل جائیں گی۔" اس کا پھیکا پڑتا چہرہ انہیں اذیت دے رہا تھا۔ اسی لیے بے ربطگی سے بول رہی تھیں اور یہی بے ربطگی ظاہر کر رہی تھی کہ فون ابا نے خود کاٹا ہے۔ مگر وہ ماں کو دکھ نہیں دینا چاہتی تھی، اسی لیے پھیکے انداز میں مسکرا دی۔

"میں جانتی ہوں ابا مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔" یہ جملہ بولتے ہوئے اس کا دل کیسے کرلایا تھا، یہ بات وہ جانتی تھی یا اس کا رب۔ وہ اٹھ کر اندر چلی گئی۔ وہ جی بھر کے رونا چاہتی تھی لیکن رو نہیں سکتی تھی، کیونکہ اسے معلوم تھا فاطمہ ابھی اس کے پیچھے آئیں گی اور وہ واقعی چند لمحوں میں اس کے کمرے میں آگئیں۔ تو اس نے ضبط سے سرخ ہوتی آنکھیں بند کرلیں۔ فاطمہ نے چند لمحے اس کا چہرہ دیکھا جو آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں ـــــ سرخ ہو رہا تھا۔ ان کی آنکھوں میں بھی نمی چھلکی وہ تیزی سے پلٹ گئیں اور عائلہ کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔

اگر اس وقت کوئی عائلہ الیاس سے اس کی سب سے بڑی خواہش پوچھتا تو وہ کہتی کہ ایسی جگہ چاہیے جہاں وہ اپنے دکھ اور محرومیوں پر جی بھر کے روئے اور کوئی اس سے نہ پوچھے کہ تمہاری آنکھ نم کیوں ہے۔

آنکھیں رگڑتی وہ چپل پہن کر باہر نکلی، فاطمہ شاید ماموں کی طرف چلی گئی تھیں۔ وہ برآمدے میں ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ بدر اور بلاول دیوار پھاند کر ادھر آگئے فاطمہ نے ہی انہیں بھیجا تھا۔

"لو! یہ افلاطون کی جانشین یہاں بیٹھی ہے، وہاں پھوپھو پریشان ہو رہی ہیں۔" وہ اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے مگر عائلہ چپ چاپ بیٹھی غیر مرئی نقطے کو گھورتی رہی۔

"ایسے نہ کرو بھئی! تمہاری شکل تو پہلے ہی بن مانس جیسی ہے۔ ایسے منہ لٹکا کر بیٹھو گی تو کہیں ایسا نہ ہو ہم تمہیں ZOO (زو) میں چھوڑنے پر غور کرنا شروع کردیں۔" بلاول نے بدر کو دیکھتے شرارت بھری معصومیت سے کہا مگر وہ چپ رہی۔

"ہیلو میڈم! ہم آپ سے بات کر رہے ہیں۔ کہیں بیٹھے بٹھائے مر مرا تو نہیں گئیں۔" بدر نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو عائلہ نے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا مگر بولی پھر بھی نہیں، گلے میں آنسوؤں کا پھندا اسے بولنے ہی نہیں دے رہا تھا۔

"تم مجھ سے ناراض ہو؟" بدر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم سے بڑے دکھ میری زندگی میں بھرے پڑے ہیں بدر ریامین!" بھرایا لہجہ، نم آنکھیں، وہ حیران ہی تو رہ گئے۔

"کیا ہوا؟" کیسے دکھ؟" بدر نے سنجیدگی سے پوچھا، تو وہ سنبھلی۔ پچھلے ساڑھے بارہ برس سے وہ کسی کے سامنے نہیں روئی تھی، تو اب کیوں روتی۔ اس نے چہرہ رگڑا وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے بھلا کیا دکھ ہوگا۔" وہ مسکرائی۔

"ڈرامے ان کے سامنے کرنا جو تمہیں جانتے نہ ہوں۔ اب انسانوں کی طرح شرافت سے بتا دو، کون سے دکھ کی بات کر رہی تھیں تم؟" بدر اب ٹلنے والا نہیں تھا۔

"تم ہو نا دکھ بدر ریامین، سب سے بڑا دکھ تو یہی ہے کہ صبح و شام تمہاری شکل دیکھنا پڑتی ہے۔"

"بہت اچھا! اب دوسرے دکھوں کا بھی بتا دو۔" اس نے سعادت مندی سے کہا تو عائلہ کی آنکھیں اس کے لب و لہجے پھر سے بھر آئیں۔ بلاول تو گویا ساکت و صامت بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ کیا دکھ تھا اس کی پیاری بہن کو؟

"تم جاؤ یہاں سے۔" آنکھیں رگڑتے بدر سے کہا۔ خفگی بھرا انداز تھا۔

"تم جانتی ہو جب تک وجہ نہیں بتاؤ گی میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا" کیوں بلاوجہ خود کو تھکا رہی ہو۔" اس نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔

"کیا میں تمہارے معاملات میں مداخلت کرتی ہوں جو تم ٹانگ اڑا رہے ہو۔" اس نے دانت پیستے ہوئے

www.urdupalace.com

بدر کو گھورا۔

"تمہاری یادداشت کمزور تو نہیں، کچھ عرصہ قبل ہی تو تم نے مجھے کورس کے لیے اکسایا تھا۔" وہ اسے یاد دلا رہا تھا۔

"میری نہیں.... تم نے سب لوگوں کی بات مانی تھی، یہ مجھ پر احسان نہیں ہے۔"

"اوکے.... لیواٹ.... تم کس دکھ کا ذکر کر رہی تھیں اور دیکھو جھوٹ مت بولنا اور نہ ہی غلط بیانی سے کام لینا۔" اس نے وارن کیا۔

"تم دفع کیوں نہیں ہو جاتے یہاں سے۔" اگر وہ ایک دو بار پھر سے پوچھتا تو وہ یقیناً "سچ کہہ دیتی" اسی لیے دانت پیستے ہوئے بدتمیزی سے کہا تو وہ چپ رہ گیا۔

"عائلہ! بتاؤ نا پلیز کیا ہوا ہے۔ تم کون سے دکھ کا ذکر کر رہی تھیں۔" بلاول نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے نرمی سے پوچھا تو وہ اس کے شانے سے سر ٹکا کر رو دی۔

"عالی پلیز.... بتاؤ نا۔" بلاول نے پریشانی سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں سمیٹتے نرمی سے پوچھا۔

"میرے پیپرز بالکل اچھے نہیں ہوئے، میں فیل ہو جاؤں گی۔" اسے بروقت بہانہ سوجھ گیا۔" بلاول پرسکون ہوتا مسکرا دیا جبکہ بدر بغور اس کا بکھرا انداز دیکھتا رہا۔

اسے رتی برابر یقین نہیں تھا کہ اس کے یوں رونے کے پیچھے یہ وجہ ہوگی۔ کچھ بہت خاص تھا جو وہ چھپا رہی تھی اور وہ اسے یہ کہہ کر مزید دکھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اسی لیے اٹھ گیا۔

"پگلی! بھلا یہ کوئی رونے والی بات ہے، پھر سے ٹرائی کر لینا۔" بلاول نے اس کے آنسو پونچھے اور عائلہ اپنے رب کے صدقے واری جا رہی تھی، جو دلوں کے بھید جانتا ہے، جو بندے کو کبھی رسوا نہیں کرتا۔

"تم نے بدر کو ہرٹ کر دیا عالی! اس سے ایکسکیوز کر لینا۔" بلاول اس کی کیفیت سے بے خبر کہہ رہا تھا، تو وہ سر ہلا کے مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

دکھ ہے، احساس جرم ہے، کیا ہے
کوئی اندر سے توڑتا ہے مجھے

وہ بالکل ساکت بیٹھی ماں کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ یوں جیسے سمجھ نہ پا رہی ہو، کیا وہی سچ تھا، جو اس نے سنا؟ فاطمہ کا پُرسکون انداز گواہ تھا، یہی سچ ہے۔ الیاس واپس آ رہے تھے۔ کبھی واپس نہ جانے کے لیے اور عائلہ کو جب یقین ہو گیا حقیقت یہی ہے تو اس کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا تھا، اس سے خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی اور یہ بات سب ہی نے نوٹ کی تھی۔

پچھلے چھ ماہ میں ان کی زندگیوں میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہو چکی تھیں۔ اسماعیل اور فائز کی شادیاں ہو چکی تھیں۔ فائز شہر ہی میں شفٹ ہو گیا تھا، جبکہ اسماعیل کی بیوی عائشہ وہیں تھی۔ بلاول اور بدر یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے چکے تھے۔ عائلہ بی اے کی تیاری کر رہی تھی۔ بدر یامین نے اس سے الجھنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ بہت مصروف رہتا تھا۔ عائلہ اب بخوشی ان کے کام کر دیتی، جب وہ بلاول کے کپڑے نکالتی تو بدر چپکے سے اپنے کپڑے بھی رکھ جاتا، اس کا خیال تھا وہ نہیں جانتی مگر عائلہ اس کے کپڑے پہچانتی تھی۔ وہ خود ہی تو اسے یہ موقع دیتی تھی، عائلہ نے خود کو بری طرح کاموں میں الجھا لیا تھا۔

اسے اپنے باپ سے عشق تھا۔ اس کے دکھ اور محرومیاں اسے کھوکھلا کیے دے رہی تھیں۔ کبھی وہ وقت تھا جب الیاس کو بھی بیٹی سے شدید محبت ہوا کرتی تھی لیکن وہ ماضی کا قصہ ہو کر رہ گیا تھا۔ چھ ماہ قبل الیاس چند دنوں کے لیے فائز اور اسماعیل کی شادی کے لیے چھٹی لے کر آئے تھے، پھر فوراً" ہی ان کی واپسی ہو گئی تھی۔ عائلہ جو ان سے ملنے کو بے تاب تھی، ان کے سینے سے لگ کر بے تحاشا رونا چاہتی تھی۔ جب ان کے سامنے گئی تو اس کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اگر وہ نفرت سے اس سے منہ موڑ لیتے تو وہ اتنی دکھی نہ ہوتی مگر یہاں معاملہ ہی کچھ عجیب ہوا تھا۔

www.urdupalace.com

الیاس نے جب اس کی صورت دیکھی تھی تو جہاں ان کا دل سینے میں پوری شدت سے پھڑپھڑایا تھا وہیں چہرے پر کسی ویران کھنڈر اور زلزلے کے سے آثار نظر آئے تھے اور یہ دیکھ کر عائلہ الیاس کی گویا دنیا ہی اندھیر ہوگئی تھی۔ وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ وہ اس کے لیے بہت سے تحائف بھیجا کرتے مگر اسے یہ تمام چیزیں نہیں چاہیے تھیں۔ اسے اپنے باپ کے سینے سے لگ کر اپنی محرومیوں کو رونا تھا اور اب وہ ہمیشہ کے لیے واپس آگئے تھے مگر اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ باہر جاتی، چند لمحوں بعد اس نے قدموں کی آہٹ پر جھکا چہرہ اٹھایا تو گویا ساکت رہ گئی۔ الیاس اس کے سامنے تھے۔ وہ خود ہی آگے بڑھے اور اسے سینے سے لگا لیا۔ نم آنکھوں سے اس کے ریشمی بالوں کا بوسہ لیا تو وہ یوں بلک بلک کر روئی کہ سب کو ہی رلا دیا۔

الیاس بہت جلد اس کی شادی کرنا چاہتے تھے۔ وہ چاہتی تھی انکار کردے "ابھی تو اس نے جی بھر کے اپنے ابا سے پیار بھی نہیں کیا تھا مگر ان کے چہرے پر عائلہ کی شادی کے ذکر پر جو اطمینان اور جگمگاہٹ ہوتی تھی وہ عائلہ کو بہت پیاری اور عزیز تھی۔ اس نے انکار کو اندر ہی دبا دیا۔ اگر اس کے باپ کو اس کی شادی سے اطمینان ملتا ہے تو وہ کچھ نہیں بولے گی اور پھر گویا سلسلہ چل نکلا آئے دن لوگ آجا رہے ہوتے مگر۔ حیرت کی بات تھی، کوئی بھی پلٹ کر نہ آتا۔ عائلہ کا تو معلوم نہیں تھا مگر بدر اکتا گیا اور اسی اکتاہٹ اور جھنجلاہٹ میں ماں کے پاس جا بیٹھا۔

انہوں نے سالن بھونتے اس کا وجیہہ چہرہ دیکھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہ فضول قسم کی پریڈ کب ختم ہوگی، آئے دن لوگ منہ اٹھائے چلے آتے ہیں۔ امی! میں آپ سے بات کررہا ہوں۔" ان کے جواب نہ دینے پر اس نے پھر کہا۔ وہ اب آٹا گوندھ رہی تھیں۔

"آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔ عائلہ خوب صورت، پڑھی لکھی، سلیقہ مند ہے۔ آخر کیا ڈیمانڈز ہوتی ہیں لوگوں کی۔" وہ جھنجلایا ہوا تھا۔

صوفیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ "ضروری نہیں ہے بدر، جو چیز ہمیں اچھی اور مکمل لگ رہی ہو وہ دوسروں کو بھی ایسے ہی لگے۔" آٹا ڈھک کر ہاتھ دھوتے سنجیدگی سے کہا۔ فرقان صحن میں چارپائی پر افسردہ سے لیٹے تھے۔

"اف! پتا نہیں کیا کہہ رہی ہیں آپ۔" وہ اٹھ کر باہر نکل گیا، تو صوفیہ۔۔۔۔ فرقان کی چارپائی کی پائنتی پر آ بیٹھیں۔

"فرقان! کیوں نہ ہم بدر کے لیے عائلہ کا ہاتھ مانگ لیں۔"

وہ اٹھ بیٹھے۔ "میری بھی یہی خواہش ہے، میں بھی چاہتا ہوں اپنی بہن عزیز از جان بہنوئی اور بھانجی کی اتنے برسوں کی تکلیف کا کچھ تو مداوا ہو۔ اگر اسماعیل، ارحم یا عالیان اس کے ہم عمر ہوتے تو میں ایک پل بھی نہ سوچتا مگر بدر کو تم بھی جانتی ہو اسے ہر چیز بے داغ اور پرفیکٹ چاہیے ہوتی ہے۔ جو انسان بے جان چیزوں کے لیے اتنا جنونی ہو، وہ شریک حیات کے لیے کیا کرے گا۔ وہ میری اولاد ہے اور میں نہیں چاہتا وہ میرے فیصلے پر سر جھکا دے اور پوری زندگی ایک خلش کے ساتھ گزارے۔"

"مگر فرقان! آپ نے دیکھا وہ کتنی پروا کرتا ہے اس کی۔ اب تو لڑائی جھگڑا بھی نہیں کرتا "میں بات کرتی ہوں اس سے۔" "نہیں امید تھی۔ وہ چپ رہ گئے۔

اگلی صبح روز جیسی ہی تھی۔ وہ لوگ بدر کے منتظر تھے جو تیار ہورہا تھا۔ ارحم کالج کے لیے تیار تھا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچی تو چاروں نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا۔ بلیو جینز ۔ وائٹ شرٹ میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ "یہ کیا بچوں کی طرح پین استعمال کرتے ہو؟ تم پوائنٹر یا کلیپو کیوں نہیں استعمال کرتے۔" اس نے ارحم کو پین میں سیاہی بھرتے دیکھ کر ٹوکا تو وہ مسکرا دیا۔

"بھائی مجھے پین سے لکھنے میں مزہ آتا ہے "اوچ۔۔۔!" اگلے ہی پل اس کا منہ کھل گیا، کیونکہ اس نے پین جھٹکا تھا اور اس کی سیاہی بدر یا مین کی شرٹ پر گری تھی۔

www.urdupalace.com

"اف....." وہ جھنجلاتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔
چند لمحوں بعد واپسی ہوئی تو شرٹ تبدیل تھی۔

"کیوں بدل لی شرٹ؟ ذرا سی سیاہی تو گری تھی۔" صوفیہ نے بے ساختہ کہا۔

"امی مجھے بے داغ چیزیں پسند ہیں اور میں ان پر کمپرومائز نہیں کر سکتا۔" اور ایسی باتیں تو وہ بچپن سے ہی کرتا آرہا تھا مگر آج سے قبل صوفیہ اور فرقان کو کبھی اتنا دکھ نہیں ہوا تھا۔ وہ لوگ جا چکے تھے۔ اور وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔

☼ ☼ ☼

نہ جانے کس کی دعائیں رنگ لائی تھیں۔ عائلہ کا رشتہ ہو گیا تھا' لڑکی والے جلد شادی پر زور دے رہے تھے۔ ڈیڑھ ماہ بعد شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی تھی سب ہی خوش اور مطمئن تھے' جن میں سرفہرست بدر تھا' اس نے تو باقاعدہ مبارک باد دی تھی عائلہ کو' فائز اور الیاس اسے شہر لے گئے تھے' جبکہ ارحم اور عالیان بھی فارغ تھے' تو وہ بھی شہر چلے گئے۔ اس روز فرقان' صوفیہ اور بدر' پھوپھو کے ہاں تھے جب عائلہ کی ہونے والی ساس لال بھبھوکا چہرے کے ساتھ ان کے دیے گفٹ لیے چلی آئی اور تمام گفٹ حیران پریشان الیاس کے قدموں میں پھینکے۔

"حد ہے دوغلے پن اور منافقت کی۔ خدا کی پناہ! ایک میرا ہی بیٹا ملا تھا تم لوگوں کو اپنی بدکردار بیٹی کے لیے۔" ان چاروں کے چہرے سرخ پڑ گئے لیکن بدر بم کی طرح پھٹا تھا۔

"آپ نے ایک لفظ بھی اور کہا تو میں آپ کی عمر کا لحاظ کیے بغیر آپ کو اٹھا کر گلی میں پھینک دوں گا۔" اور وہ انہیں حقارت بھری نظروں سے دیکھتی پلٹ گئیں۔

"انکل! آپ کو اس خاتون کا منہ توڑنا چاہیے تھا۔" اس نے بہت خفگی سے' سر ہاتھوں پر گرائے الیاس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تو فرقان نے اس کی طرف دیکھا۔ "تم جاؤ یہاں سے بدر۔"

ان کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔ وہ زندگی میں پہلی بار اس سے اس لہجے میں بات کر رہے تھے۔ وہ لب بھینچتا ہوا باہر نکل گیا۔ رات گئے واپسی ہوئی تب بھی غصہ کم نہیں ہوا تھا اور اس نے آتے ہی وہی بات کہی تھی' صوفیہ اسے بازو سے تھامتے ہوئے کمرے میں لے گئیں۔ فرقان تھکے قدموں سے ان کے پیچھے آئے۔

"آپ لوگوں کو اس عورت کا منہ توڑنا چاہیے تھا بابا' جس نے ہماری عزت اچھالنے کی کوشش کی۔" اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ فرقان نے اس کی طرف دیکھا۔

"کس منہ سے اس کا منہ توڑتے بدر۔" ان کے لہجے میں دکھ اور اذیت تھی اور بدر یامین کے سر پر گویا چھت گری تھی۔

"میں تمہیں بتاؤں بدر یامین۔" ان کی آواز بلند ہوئی' بدر بت بن گیا۔ "وہ ایک کم ظرف عورت تھی' بلکہ وہی کیا ہم سب' پورا معاشرہ سب کم ظرف لوگ ہیں۔ گناہ کرنے والے کا گریبان نہیں پکڑتے' معصوم کو سنگسار کرتے ہیں۔ آج اگر وہ بچی اس کے والدین پل پل جی اور مر رہے ہیں تو قصوروار وہ نہیں' ہم ہیں۔ گناہ گار وہ نہیں' یہ گندا ہوس بھرا حیوانوں کا معاشرہ ہے' تم' میں' ہم سب گناہ گار ہیں' عائلہ الیاس کے۔" وہ ہانپ گئے ان کی آنکھیں نم اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"کیسا بھیانک دن تھا جب وہ چھ سالہ بچی کسی حیوان کی ہوس کی بھینٹ چڑھ گئی تھی۔ اور فاطمہ اور الیاس کی دنیا اندھیر ہو گئی تھی۔ الیاس اس سب کے لیے خود قصوروار سمجھتے تھے۔ عائلہ ان کی ذمہ داری تھی۔ اس کی حفاظت ان کا فرض تھا اور وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر چکے تھے اور اس کوتاہی کی سزا انہوں نے اپنے آپ کو خود دی تھی۔

وہ بیٹی کی صورت دیکھے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ وہ عائلہ سے نفرت نہیں کرتے تھے۔ خود

www.urdupalace.com

سے ناراض تھے۔ غصہ خود پر تھا اور اس کی سزا انہوں نے خود کو دی، وہ مسقط چلے گئے۔ وہ جب تک بیٹی کی صورت نہ دیکھ لیتے ان کی صبح نہیں ہوتی تھی اور ان کے لیے اس سے بڑی سزا اور کیا ہو سکتی تھی کہ وہ اس کی صورت دیکھنے کو ترس جائیں۔ وہ اس سے بات نہیں کرتے تھے، کیونکہ جانتے تھے اگر اس کی آواز سن لی تو خود کو سنبھالنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو جائے گا اور فائز، اسماعیل کی شادی کے بعد جب وہ واپس گئے تو فرقان نے فون پر انہیں بے نقط سنا ئی تھیں۔

"تم کیوں اس بچی کو سزا دینے پر تلے ہو الیاس! بارہ برس سے میں اسے پل پل مرتے دیکھ رہا ہوں، اسے تمہاری محبت اور شفقت کی ضرورت ہے۔ مت سولی پر لٹکاؤ اسے، اگر تمہیں اس سے ذرا بھی محبت ہے تو لوٹ آؤ۔ اس سے قبل کہ کچھ انہونی ہو جائے۔" اور وہ لوٹ آئے۔

✲ ✲ ✲

"فاطمہ!" الیاس نے بہت دھیمے سے بیوی کو پکارا۔ تین گھنٹے کی اعصاب شکن خاموشی کے بعد انہوں نے نم آنکھوں سے بیوی کو دیکھا اور ان میں تو ہمت ہی نہیں تھی کہ الیاس کا دھواں دھواں چہرہ دیکھیں۔

"میں نے ان ساڑھے بارہ برسوں میں اپنی بیٹی کے لیے مقدس جگہ دعا مانگی ہے۔ اس کے اچھے مستقبل کی، خوشیوں کی، ہر سانس کے ساتھ اس کی خوشیوں کی بھیک مانگی ہے، کیا اتنے برسوں میں کوئی ایسا پل نہیں آیا ہو گا جو قبولیت کا ہوتا۔ میں نے جب بدر کو دیکھا اسے اپنی بیٹی کے ساتھ سوچا۔ بہت دعائیں مانگیں، بدر میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو میں اپنے داماد میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ رشتوں کو مقدس فریضہ سمجھتا ہے اور ایسے لوگ کبھی اپنے فرض میں کوتاہی نہیں کرتے لیکن جب اس کی عادتیں دیکھیں تو یہ آس خود ہی توڑ دی۔" وہ شریک حیات سے دل کی بات کہہ رہے تھے۔ فاطمہ کی جھکی پلکوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔

"میری کوئی دعا قبول نہیں ہوئی، جب اس کا رشتہ ہوا تو مجھے لگا تھا اتنے برسوں کی ریاضت رنگ لے آئی ہے۔" وہ بے حد دل گرفتہ لگ رہے تھے۔" جانے کن گناہوں کی سزا ہے، جس کی معافی ہی نہیں مل رہی۔ فاطمہ! میں نے کبھی کسی کی بہن، بیٹی کو میلی نگاہ سے نہیں دیکھا، تو یہ سب میری بیٹی کے ساتھ کیوں ہوا۔ میں زندہ بھی نہیں رہنا چاہتا۔" فاطمہ نے بوکھلا کر ان کا چہرہ دیکھا۔

"میں اپنی بیٹی کو بے جرم و خطا سنگسار ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کر باہر نکلے۔ فاطمہ بھی ان کے پیچھے ہی نکلی تھیں مگر ان کے بھاگتے قدموں کا مقابلہ فاطمہ کے بس میں نہیں تھا۔ وہ بہتے اشکوں سے فرقان بھائی کے گھر بھاگیں۔

میں شجر شہر ملال کا، میری ٹہنیوں کو نہال کر
کبھی بھیج اپنی نوازشیں کسی ابر جام میں ڈال کر

مجھے خار خار مسافتوں کی ستم گری نے تھکا دیا
مجھے منزلوں کا پیام دے میرے حوصلوں کو بحال کر

✲ ✲ ✲

آج دلہن بنی عائلہ الیاس، سب کے دلوں کو اطمینان اور سکون دے رہی تھی۔ خاندان کے چیدہ چیدہ افراد کی موجودگی میں وہ سادگی سے رخصت ہو کر ایک دیوار کے فاصلے سے ماموں کے گھر دلہن کے روپ میں بدر یامین کے کمرے میں موجود تھی۔ چند لمحوں بعد اس کے قدموں کی چاپ بیڈ کے پاس معدوم ہو گئی۔

وہ اس کے سامنے بیٹھا اور ہولے سے گھونگھٹ اٹھایا۔ خوب صورت تو ہمیشہ سے تھی لیکن دلہن بن کر اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔ بدر نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر نازک سی رنگ انگلی میں پہنا دی۔ اس کے لمس میں نرمی، اپنائیت اور محبت کے رنگ تھے۔

"عائلہ یامین! نئی زندگی کی خوب صورت شروعات کے موقع پر بہت ساری دعاؤں اور نیک خواہشات کے

www.urdupalace.com

ساتھ 'بدر یامین آپ کی خدمت میں آداب بجالاتا ہے۔" اس نے شرارت سے کہا تو عائلہ ساکت سی یک ٹک اسے دیکھتی گئی۔

یہ وہ بدر تو نہیں تھا جسے وہ جانتی تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی تھا۔ بہت نرم لہجے میں بات کرنے والا احساس اور مخلص 'بدر نے گہری سانس لیتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"دکھ کی کالی رات چاہے جتنی بھی کالی اور لمبی ہو اس کا خاتمہ 'صبح کی پُرنور کرنیں خوشیوں کی صورت میں کرتی ہیں۔ میں آج تمہارے روبرو سچے دل سے رب کو حاضر ناظر جان کر ایک بات کہہ رہا ہوں 'نہ میں نے تم سے ہمدردی کی ہے 'نہ ترس کھایا ہے 'یہ فیصلہ میں نے اپنی دل کی ایما پر کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تمہارے لیے چاند تارے توڑ لاؤں گا 'نہ ہی دولت کے انبار تمہارے قدموں میں لگادوں گا لیکن ایک وعدہ میں ضرور کر رہا ہوں 'تم میری عزت ہو 'کسی کو تم پر انگلی اٹھانے نہیں دوں گا۔ ہم ماضی بھلا نہیں سکتے' سدھار نہیں سکتے لیکن مستقبل سنوارنا ہمارے ہاتھ میں ہے۔" وہ بہت سنجیدگی سے عائلہ کے جھکے سر اور ٹپ ٹپ گرتے آنسوؤں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے عائلہ۔" اس کے آنسو پونچھتے نرمی سے پوچھا تو اس نے بے ساختہ سر کو نفی میں جنبش دی۔

"مجھے آپ پر بھروسا ہے۔" اس کے لہجے میں سچائی بول رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

فرقان 'بدر کو تمام سچائی بتانے کے بعد دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے اٹھے تو اس کا سکتہ ٹوٹا۔ وہ ان کے قدموں میں بیٹھا اور ان کے ہاتھ تھامے تو انہوں نے بھیگے چہرے سے شکوہ کناں نگاہ اس پر ڈالی۔ (کیا ہوجاتا اگر ان کا بیٹا اس قدر چوزی نہ ہوتا 'تو وہ اپنی بھانجی کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے۔ کچھ نہ کچھ تو اس کے دکھ کا مداوا ہوتا۔)

بدر نے ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ "میں شادی کروں گا عائلہ سے۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا تو وہ دونوں حیران رہ گئے۔

"تم....." بے یقینی سے پوچھا۔

"جی میں..... وہ میرے گھر کی عزت ہے۔ آپ لوگ بات کریں پھوپھو اور انکل سے۔" (کیا دعائیں یوں بھی قبول ہوتی ہیں) فرقان اس کا چہرہ تکتے حیران تھے۔

"بدر! تم کیسے؟" صوفیہ خدشوں میں گھری بے یقینی سے پوچھ رہی تھیں۔

"کیوں امی! میں کیوں نہیں۔" اس نے اطمینان سے پوچھا۔

"تم نے بچپن سے اب تک ہر چیز مکمل اور بے داغ استعمال کی ہے۔ کیا تم بھول گئے کہ ایک دو دن پہلے تم نے ذرا سی سیاہی گرنے پر شرٹ بدل لی تھی۔ آج تم جذباتیت اور ہمدردی میں رشتہ جوڑ بھی لو تو کیا گارنٹی ہے کہ تم پوری زندگی خوشی اس کے سنگ گزار دو گے۔" صوفیہ نے صاف گوئی سے اس کی شخصیت کو مدنظر رکھتے خاصے چبھتے لہجے میں کہا مگر وہ غصے کے بجائے مسکرا دیا۔

"آپ کی تمام باتیں سچ اور درست مگر میری پیاری امی جان! عائلہ کوئی چیز نہیں ہے جسے میں ذرا سا خراب یا میلا ہونے پر اٹھا کر پھینک دوں گا۔ وہ جیتا جاگتا سانس لیتا وجود ہے 'وہ میرے گھر کی عزت ہے اور آپ تو جانتی ہیں بدر یامین جذباتی ہونے والے انسانوں میں سے نہیں۔ آپ اتنا تو مجھے جانتی ہی ہوں گی 'رہی بات ہمدردی کی تو بھلا میں کیوں ہمدردی کروں گا اس کے ساتھ۔ بھلا کیا کمی ہے اس میں 'اگر میں یہ فیصلہ کر رہا ہوں تو پوری دلی رضامندی سے' آپ کے تمام خدشات بے بنیاد ہیں۔ اپنے بیٹے پر اتنا تو بھروسا رکھیں۔" اس نے شرارتاً خفگی سے کہا تو وہ مسکرا دیں۔

تب ہی حواس باختہ سی فاطمہ وہاں آئیں تو پوری بات سنے بنا بدر یامین اور فرقان باہر بھاگے تھوڑی ہی

www.urdupalace.com

دیر میں وہ الیاس کو واپس لے آئے تھے اور بہت عقیدت سے انہوں نے عائلہ کا ہاتھ مانگا تھا۔ ان لوگوں کو بھی وہی خدشات ستا رہے تھے جو صوفیہ کے تھے مگر انہوں نے بہت سلیقے سے ان کے خدشات کو دور کر دیا تھا۔

شادی کی جو ڈیٹ فکس تھی اسی پر بدر اور عائلہ کا نکاح اور رخصتی ہوئی تھی۔ پانچ لوگ واقف تھے کہ عائلہ کی شادی کس سے ہو رہی ہے خود عائلہ کو بھی عین نکاح کے وقت حقیقت معلوم ہوئی تھی تو ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گئی تھی۔ سب ہی خوش تھے، مطمئن تھے، بدر یامین، عائلہ اور الیاس کی زندگی میں دعاؤں کی صورت آیا تھا اور اب وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"جو بھی ہوا اسے بھول جاؤ۔ یاد رکھو تو صرف آنے والا کل جس میں بدر یامین تمہارے ساتھ ہے اور بدر یامین میں چاہے لاکھ برائیاں سہی لیکن وہ خود سے وابستہ رشتوں کے معاملے میں بہت کھرا اور پوزیسو ہے۔" عائلہ نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

اگر ہمدردی نہیں تھی اور ترس بھی نہیں کھایا تو شادی کیوں کی؟ اس نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"ارے!" بدر ہنس دیا، پھر شرارتاً اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "کہیں تم یہ تو نہیں سوچ رہیں کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔" عائلہ نے جھینپ کر سر جھکا لیا۔

"محبت وحبت کچھ نہیں تھی بھئی۔" بدر نے اپنی بات پر زور دیا۔ "میں نہیں جانتا وہ کون سا جذبہ ہے جس کی بنا پر میں نے یہ فیصلہ کیا لیکن اتنا ضرور کہوں گا۔" وہ سنجیدہ ہوا۔ "تمہیں یاد ہے ایک بار تم اپنے دکھوں کا ذکر کر کے روئی تھیں۔ میں نہیں جانتا تھا تم کس دکھ کی بات کر رہی تھیں مگر ہاں اس وقت میں نے بہت صدق سے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ عائلہ الیاس کی زندگی میں کوئی دکھ نہ آئے۔ اس کی آنکھ کبھی نم نہ ہو اور اب جب تم میری شریک حیات بن گئی ہو تو تمہیں خوش رکھنے کی ذمہ داری میری ہے اور میں خود کو تمہارے سنگ پا کر خود کو بہت مکمل محسوس کر رہا ہوں۔"

وہ نہیں جانتا تھا، اس نے کس بنیاد پر عائلہ کو اپنانے کا فیصلہ کیا تھا مگر رب جانتا تھا، ایسا کیوں ہوا تھا۔ وہ کسی کی دن رات کی دعاؤں کا ثمر تھا۔ مانگنے والے نے بہرحال بیٹی کی خوشی مانگی تھی اور دینے والے نے کرم کی برسات کر دی تھی۔

ادھر فاطمہ اور الیاس شکرانے کے نوافل ادا کر رہے تھے، دکھ کی لمبی مسافت کے بعد صبح کی پرنور کرنیں ـــــ ان کی زندگی میں خوشیاں بھرنے کے لیے بے تاب تھیں۔ ان کی تمام دعائیں قبولیت کی سند پا چکی تھیں تو رب ذوالجلال کے سامنے سر جھکانا تو ان کا فرض تھا اور دور آسمانوں میں وہ مہربان دوست آج جیسے سرخرو ہو چکا تھا، کرنوں کی صورت، بے تحاشا پیار لٹا کر جیسے خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔

میرے رب کی محبت کا بھی انداز نرالا
سب دے کر بھی کہتا ہے، ہے کوئی مانگنے والا

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 32735021

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com